الجامعة المحمدية

كلية اللغة العربية والدراسات الإسلامية

آپ کی آواز، آپ کا رہنما

مجلة النادي المحمدى

جلد نمبر: 1

شمارہ نمبر: 7



ستمبر 2025

شائع کردہ شعبہ النادی المحمدی کلیة اللغة العربیة و الدراسات الإسلامیة الجامعة المحمدیة

جامعہ محمدیہ منصورہ پوسٹ باکس نمبر ۔ 144 مالیگاؤں ۔ 423203 ضلع ناسک ،مہاراشٹرا،الھند

آپ کی آواز، آپ کا رہنما

طلبہ کلیہ کا دینی، ادبی، علمی، اور تحقیقی ماہنامہ

مَجَلَّة النَّادِي الْمُحَمَّدِي

شمارہ نمبر:7 جلد نمبر 1 ستمبر2025

شائع کردہ:

کلیہ اللغۃ العربیہ والدراسات الاسلامیہ جامعہ محمدیہ منصورہ مالیگاؤں

جامعہ محمدیہ منصورہ پوسٹ باکس نمبر۔144 مالیگاؤں۔423203، ضلع ناسک،

برگ وبار مجلہ

درس قرآن	ابو بکر ابرار الحق	4
درس حدیث	محمد احمد ظہیر	8
اشاعتِ دین میں علما کی بے اعتنائی: اسباب و حل	محمد ابرار اکرام الحق	10
حقیقی سکون کس میں ہے؟	مشکور عالم	14
نکاح اور معاشرتی خرافات	ابو طالب عبد الرزاق	17
آج مسلمان کہاں کھڑے ہیں؟	انس صغیر	20
منافق کے اعمال واوصاف سورہ توبہ کی روشنی میں	عبد المقتدر	23
نعمتیں اللہ کی۔ہم شمار نہ کر سکیں گے	عبد اللہ الکافی	26
تعلیم سے آتی ہے اقوام میں بیداری!	ریاض انصاری	31
عقيدة أهل السنة و الجماعة في باب الأسماء و الصفات	عبد الكريم	34
تعالوا! نتعلّمِ العربيّةَ	إدارة النادي	37
The Place of Women in Islam	Tohid Alam	38

درس قرآن

ابو بکر ابرار الحق (کلیہ سنہ ثالثہ)

قال تعالی: ﴿وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (الأنعام: 153)

"اور یہ میرا سیدھا راستہ ہے، سو تم اسی پر چلو اور دوسری راہوں کی پیروی نہ کرو کہ وہ تمہیں اللہ کے راستے سے جدا کر دیں گی۔ یہی وہ بات ہے جس کی اللہ نے تمہیں وصیت کی ہے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔"

اللہ تعالیٰ نے اس ایک ہی آیت میں ہماری زندگی کا مکمل نقشہ اور ہدایت کا بنیادی اصول بیان فرما دیا بلکہ یہ آیتِ مبارکہ قرآنِ حکیم کا خلاصہ اور ہدایت کا نچوڑ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں ہمیں ایک اصولی پیغام دیا۔ ارشاد باری ہے:

﴿وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (الأنعام: 153)

صراطِ مستقیم کیا ہے؟

اللہ نے فرمایا: "هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا"، یعنی یہ میرا سیدھا راستہ ہے، جس میں کوئی کجی نہیں، کوئی گمراہی نہیں، کوئی اندھیرا نہیں، بلکہ یہ راستہ سراسر ہدایت، عدل، پاکیزگی اور نجات کا راستہ ہے جو بندے کو دنیا کی بھٹکی ہوئی راہوں سے نکال کر جنت تک لے جاتا ہے۔

یہ صراطِ مستقیم قرآن و سنت ہے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"ترکت فیکم امرین، لن تضلوا ما تمسکتم بھما: کتاب اللہ وسنتی"

"میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، اگر تم انہیں مضبوطی سے تھامے رہو

گے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے: اللہ کی کتاب اور میری سنت۔ "(موطاامام مالک:1594).

اتباعِ صراطِ مستقیم:

اللہ نے حکم دیا: "فَاتَّبِعُوه "یعنی اسی سیدھے راستے پر چلو، اس کی پیروی کرو، کیونکہ یہ راستہ اللہ کی کتاب اور نبی ﷺ کی سنت سے ہو کر گزرتا ہے، جس نے قرآن و سنت کو مضبوطی سے تھام لیا، وہی کامیاب ہے۔

اتباع کا مطلب صرف جاننا نہیں بلکہ دل سے ماننا، عمل میں لانا اور اپنے ہر قول و فعل کو اس کے مطابق ڈھالنا ہے۔

گمراہ کن راستوں سے اجتناب:

پھر اللہ نے خبردار کیا: "وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُم".

یعنی دوسرے راستوں پر مت چلو، جو انسان کو حق سے بھٹکا کر تفرقہ بازی، گمراہی اور ہلاکت میں ڈال دیتے ہیں۔ یہ راستے خواہ خواہشات ہوں، یا بدعات، یا باطل نظریات، یہ سب انسان کو صراطِ مستقیم سے دور لے جاتے ہیں۔

یہ "سبل" کیا ہیں؟:

خواہشاتِ نفس کے راستے، شیطانی وساوس کے راستے، بدعات و خرافات کے راستے، باطل نظریات اور غلط نظریاتی دعوتیں، یہ سب راستے انسان کو اللہ کے راستے سے کاٹ دیتے ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه قَالَ:(خَطَّ لَنَا رَسُولُ الله ﷺ خَطًّا، ثُمَّ قَالَ: هَذَا سَبِيلُ الله، ثُمَّ خَطَّ خُطُوطًا عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ قَالَ: هَذِهِ سُبُلٌ، عَلَى كُلِّ سَبِيلٍ مِنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُو إِلَيْهِ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ﴾(مسند احمد:4141).

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک سیدھی لکیر کھینچی اور فرمایا: یہ اللہ کا راستہ ہے، پھر اس کے اطراف میں کئی لکیریں کھینچیں اور فرمایا: یہ دوسرے

راستے ہیں، اور ہر راستے پر ایک شیطان ہے جو اپنی طرف بلاتا ہے۔

تقویٰ کا راز:

آخر میں فرمایا: " ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ "یعنی یہ اللہ کی وصیت ہے تاکہ تم متقی بن سکو۔

حقیقی تقویٰ اسی وقت حاصل ہو گا جب انسان صراطِ مستقیم پر قائم رہے اور گمراہ کن راستوں سے بچے۔

تقویٰ کا اصل معنی ہے: اللہ کی نافرمانی سے بچنے کے لئے ایک ڈھال بنانا۔ یہ ڈھال صرف صراطِ مستقیم پر چلنے سے بنتی ہے۔

عملی پیغام:

اگر ہم قرآن و سنت کو تھام لیں گے تو ہم ایک اُمت بنیں گے، اگر ہم ٹوٹے پھوٹے راستوں پر چلیں گے تو تفرقہ اور ذلت ہمارا مقدر ہو گا۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ اللہ ہمیں عزت، سکون اور جنت عطا کرے، تو واحد راستہ صراطِ مستقیم ہی ہے۔

ہمارے نجات کا راستہ صرف اور صرف قرآن و سنت ہے، اگر ہم نے اس راستے کو چھوڑ دیا اور خواہشات یا بدعات کی پیروی کی تو ہم ٹکڑوں میں بٹ جائیں گے۔

کامیابی اسی میں ہے کہ ہم اللہ کے سیدھے راستے پر ثابت قدم رہیں، اپنے دین میں اخلاص پیدا کریں اور ہر باطل راہ سے دور رہیں۔

اس آیت کا پیغام یہ ہے کہ اللہ کا سیدھا راستہ صرف ایک ہے قرآن و سنت۔ اسی پر کامیابی ہے، باقی سب راستے گمراہی، تفرقہ اور تباہی کی طرف لے جاتے ہیں۔ لہٰذا مومن کا فرض ہے کہ وہ اپنے دین میں اخلاص پیدا کرے، بدعات و خواہشات سے بچے اور صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رہے۔ یہی تقویٰ ہے اور یہی نجات کا واحد راستہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں واضح طور پر بتایا کہ اصل کامیابی صرف اور صرف اس کے

سیدھے راستے میں ہے، جو قرآن و سنت کی پیروی کا راستہ ہے۔ یہی صراطِ مستقیم ہے، جس پر چلنے والے کے لئے ہدایت، سکون اور جنت ہے۔

دوسری طرف خواہشات، بدعات اور باطل نظریات وہ بکھرے ہوئے راستے ہیں جن پر شیطان بلاتا ہے اور جو انسان کو ہلاکت اور تفرقے میں ڈال دیتے ہیں۔

لہٰذا مومن کی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ کے سیدھے راستے پر ثابت قدم رہے، کتاب و سنت کو مضبوطی سے تھامے اور ہر اس چیز سے بچے جو اسے صراطِ مستقیم سے دور کرتی ہو۔ یہی حقیقی تقویٰ ہے اور یہی نجات کا واحد راستہ ہے۔

****

المنظومات العلمية في مختلف العلوم والفنون:

محمد أحمد (كلية ثانية)

المظومة العلمية: هى إحدى أشكال تأليف و تصنيف العلوم؛ في شكل شعرية تهدف إلى تعليم و تسهيل فهمي موضوعات علمية محددة؛ من خلال قالب شعري؛ وهي-حسب العلوم و الفنون- ما يلى:

1. في فن العقيدة السلفية: المنظومة الحائية لابن أبي داود السجستاني 316 هـ.
2. في فن علوم القرآن و أصول التفسير: النظم الحبير في علوم القرآن و أصول التفسير للشيخ سعود الشريم -حفظه الله.
3. في فن القراءات: طيبة النشر في القراءات العشر" للإمام ابن الجزري 833 هـ.
4. في فن أصول الحديث: المنظومة البيقونية للشيخ للبيقوني 1080 هـ.
5. في فن أصول الفقه: الورقات للإمام الجويني 478 هـ.
6. في فن القواعد الفقهية: القواعد الفقهية للشيخ عبد الرحمن السعدي 1376 هـ.
7. في فن الفرائض:الرحبية لعبد الرحمن بن محمد الرحبي577هـ.
8. في فن التجويد:الجزرية لابن الجزري 833هـ.
9. في فن النحو: ألفية ابن مالك لابن مالك 672هـ.
10. في فن الصرف:لامية الأفعال لابن مالك672هـ.
11. في فن البلاغة: مائة المعاني والبيان" لابن الشِّحْنَة 815 هـ.

درس حدیث

محمد احمد ظہیر (کلیہ سنہ ثانیۃ)

قَـالَ رَسُــولُ اللّٰهِ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ:يُوشِـكُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمُ الْأُمَمُ مِنْ كُلِّ أُفُقٍ، كَمَا تَـدَاعَى الْأَكَلَـةُ إِلَى قَصْعَتِهَا.قِيلَ: يَا رَسُـولَ اللّٰهِ! أَمِنْ قِلَّةٍ يَوْمَئِذٍ؟قَالَ: لَا، وَلَكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّـيْلِ، يَجْعَلُ الْوَهْنَ فِي قُلُوبِكُمْ، وَيَنْزِعُ الرُّعْبَ مِنْ قُلُوبِ عَـدُوِّكُمْ، لِحُـبِّكُـمُ الـدُّنْيَـا، وَكَرَاهِـيَـتِكُـمُ الْمَوْتَ.(مسـند أحمد 5/278 ، سـنن اب داؤد ،صـحيح الجامع الصـغير للألباني 8035).

ترجمہ: وہ زمانہ دور نہیں جب (غیر مسلم) اقوام ہر طرف سے تمہارے اوپر پل پڑیں گی، جس طرح کھانے والے کھانے سے بھرے پیالے پر پل پڑتے ہیں، کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا ایسا مسلمانوں کی قلت تعداد سے ہوگا؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ اس وقت تم سیلاب کے بعد کے خس و خاشاک کے مانند ہوگے، تمہارے دلوں میں کمزوری و بزدلی گھر کر جائے گئ اور تمہارے اعداء کے دلوں سے تمہارا رعب و دبدبہ جاتا رہے گا، اور یہ اس واسطے ہوگا کہ تم دنیا سے محبت کرنے لگو گے، اور موت سے نفرت و کراہت۔

آج دنیا میں مسلمان اپنی تعداد کے لحاظ سے عیسائیوں کے بعد دوسرے نمبر پر ہیں، ان کی تعداد ایک ارب دس کروڑ سے بھی زائد ہے، صرف بر صغیر پاک و ہند میں چالس کروڑ سے زیادہ مسلمان بستے ہیں۔ دنیا کے ایک بڑے زرخیز علاقے پر ان کی حکمرانی بھی ہے اور سینتالیس کے قریب ان کی چھوٹی بڑی حکومتیں قائم ہیں، جو پر پیچ عالمی سیاست کے مسائل و مشکلات سے قطع نظر بڑی حد تک خود مختار اور باوسیلہ حکومتیں ہیں۔

امت اسلامیہ اپنی تعداد، وسائل معیشت و معاشرت و ریاست اور وسیع خطہ ارض پر حکمرانی کے باعث بالفعل نہ سہی، بالقوہ بے پناہ صلاحیتوں سے مالا مال امت

ہے اور عددی اور مادی وسائل کی حد تک یہ بات بلاذریغ کہی جاسکتی ہے کہ اس سے پہلے کی تاریخ میں مسلمانوں کے پاس اتنے امکانات کبھی نہیں تھے۔

یہ تھا تصویر کا ایک رخ، دوسرے رخ سے متعلق پیشن گوئی خود حدیث رسول ﷺ میں موجود ہے۔اس وقت مسلمان ذلت و نکبت، خوف و دہشت، زبوں حالی وپسپائی کے جس مرحلہ سے گزر رہے ہیں اور ملت کا وقار جس طرح مجروح ہوا ہے اس کے تصور ہی سے دل سیپارہ ہو جاتا ہے۔

استعمار، تبشیر اور استشراق کے تال میل سے اہل مغرب نے عالم اسلام اور دین اسلام کو جتنا زک پہنچانے اور پامال کرنے کی کوشش کی ہے اور صہیونیت، اشتراکیت اور برہمنیت نے مسلمانوں کو نیست ونابود کرنے کی جو ناپاک کوشش کی ہے اس سے برصغیر پاک و ہند، فلسطین، افغانستان، انڈونیشیا وغیرہ کی خونچکاں تاریخ لبریز ہے، ماضی قریب اور حال کی تاریخ نے چنگیز و ہلاکو خان کے عہد کو بھلا دیا ہے۔

حدیث رسول میں اس صورتحال کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ مسلمان کے دل میں نفس امارہ اور شیطان کی اتباع، زر، زن، زمین کے مسائل میں الجھنے کی وجہ سے اور دنیاوی مال و متاع سے زیادہ سے زیادہ لطف اندوز ہونے کے لیے، زیادہ سے زیادہ جینے کی خواہش کے چکر ہیں، بزدلی و کمزوری گھر کرلے گی اور موت سے وہ نفرت کرنے لگے گا اور اس طرح سے دشمن کے دل میں اس کا جو رعب قائم ہے، جاتا رہے گا۔

اس حدیث میں ہمارے لیے دعوت فکر و عمل ہے کہ ہم اپنے دل کو اللہ کی یاد سے مخمور کرلیں اور دین و دنیا میں رہنے کے جو آداب ہیں اس کو اپنا کر دنیا میں عزت داقتدار حاصل کریں اور آخرت کی کھیتی اس طور پر کریں کہ دائمی زندگی میں آرام وراحت اور عزت نصیب ہو۔

****

اشاعتِ دین میں علما کی بے اعتنائی: اسباب وحل

محمد ابرار اکرام الحق (سادس)

اس فرش گیتی کی تخلیق کے بعد جب بھی انسانوں کو رشد و ہدایت کی ضرورت پڑی، اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر بھیجتے رہے۔ ہر زمانے کی ضرورت کے مطابق انبیاء علیہم السلام تشریف لاتے رہے۔ یہ سلسلہ بالآخر نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم ہوا اور یہاں نبوت و رسالت کے دروازے پر آخری مہر لگا دی گئی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اعلان فرمایا:

﴿مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ ۗ وَكَانَ ٱللَّهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمًا﴾ (الأحزاب:40).

"محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول اور سب نبیوں کے خاتم ہیں اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔"

خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لَا نَبِيَّ بَعْدِي" (صحیح بخاری، حدیث: 3455).

"میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

یوں اب قیامت تک انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے نبیوں والا کام امت کے علماء کے سپرد کر دیا گیا، جیسا کہ حدیث میں ہے:

"إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ"
(سنن ابی داؤد، حدیث: 3641).

"علما انبیاء کے وارث ہیں۔"

یعنی اب دعوت، تبلیغ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ علما پر ہے کہ وہ امت کو دین کی مضبوط لڑی میں پروئیں اور گمراہی وضلالت سے محفوظ رکھیں۔

دعوت و اشاعتِ دین ایک اہم دینی فریضہ ہے اور امت مسلمہ کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ علماء اور امت کے باشعور طبقے پر لازم ہے کہ وہ اس فریضے کو انجام دیں، کیونکہ یہ وہی مشن ہے جو ہر دور میں جاری رہا اور آج بھی اس کی اتنی ہی ضرورت ہے۔ نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا:

﴿قُلْ هَٰذِهِۦ سَبِيلِىٓ أَدْعُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا۠ وَمَنِ ٱتَّبَعَنِى ۖ وَسُبْحَٰنَ ٱللَّهِ وَمَآ أَنَا۠ مِنَ ٱلْمُشْرِكِينَ﴾ (یوسف:108).

"آپ کہہ دیجیے کہ یہ میرا راستہ ہے، میں اللہ کی طرف بصیرت کے ساتھ بلاتا ہوں، میں بھی اور وہ بھی جو میری پیروی کرے، اور اللہ پاک ہے، اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔"

یہی دعوتی مشن آج علمائے امت کے سپرد ہے۔ مگر افسوس کہ دورِ حاضر کے اکثر علماء جو انبیاء کے وارث ہیں، اپنے منصبی فریضے سے غافل ہو گئے ہیں۔

اس غفلت کے کچھ اہم اسباب درج ذیل ہیں:

ا۔ اخلاص کا فقدان:

دعوت واشاعتِ دین میں بے رخی کا سب سے بڑا سبب اخلاص کی کمی ہے۔ آج کے علما میں للّٰہیت اور دین سے وفاداری کمزور پڑ گئی ہے، جبکہ دعوت میں سب سے بنیادی صفت یہی ہے کہ مقصد صرف اللہ کی رضا اور خوشنودی کا حصول ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَآ أُمِرُوٓا۟ إِلَّا لِيَعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ﴾ (البینہ:5).

"انہیں حکم صرف یہی دیا گیا تھا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں، اس کے لیے دین کو خالص رکھتے ہوئے۔"

۲۔دین ورسول ﷺ سے محبت کا نہ ہونا:

اشاعتِ دین میں کمزوری کی ایک بڑی وجہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے حقیقی محبت کا فقدان ہے، حالانکہ ایمان کی تکمیل اسی محبت سے ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ" (صحيح بخاری، حديث:15).

"تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اس کے والد، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔"

۳۔احساسِ ذمہ داری کا فقدان:

دعوت واشاعتِ دین علماء کی ذمہ داری ہے، کیونکہ یہ وراثتِ انبیاء ہے۔ لیکن جب یہ احساس کمزور ہو جاتا ہے تو غفلت جنم لیتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُم مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ" (صحيح بخاری، حديث:893).

"تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔"

علامہ اقبال نے اسی حقیقت کو یوں بیان کیا:

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

۴۔مدارس میں دعوتی مراکز کا فقدان:

مدارسِ اسلامیہ میں عمومی طور پر دعوتی مراکز موجود نہیں اگرچہ کچھ مدارس نے اس طرف توجہ کی ہے لیکن امت کی ضرورت کے مقابلے میں یہ بہت ناکافی ہیں۔ اگر ہر مدرسہ دعوتی مرکز بن جائے تو

طلبہ میں بچپن ہی سے دعوت و اشاعتِ دین کا جذبہ پروان چڑھے گا۔

۵۔مادیت کا غلبہ:

آج علما پر مادیت اور دنیا داری کا رنگ غالب آگیا ہے، اس کی وجہ سے دین کے عظیم مقاصد پسِ پشت ڈال دیے جاتے ہیں۔ قرآن نے مادہ پرستی سے بچنے کی تاکید فرمائی:

﴿وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا وَٱتَّبَعَ هَوَىٰهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا﴾ (سورة الكهف: 28).

ترجمہ: اور ایسے شخص کی اطاعت نہ کرو جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہو، جو اپنی خواہشِ نفس کی پیروی کرتا ہو اور جس کا معاملہ حد سے بڑھا ہوا ہو۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ علما اپنے اندر اخلاص کو پیدا کریں، اللہ اور رسول ﷺ سے حقیقی محبت کو زندہ کریں، اپنی منصبی ذمہ داری کا شعور بیدار کریں، مدارس کو دعوتی مراکز بنائیں، اور دنیا پرستی کو ترک کرکے آخرت کی تیاری کریں۔

قولِ رسول ﷺ کے مطابق علما کو چاہیے کہ وہ اشاعتِ دین میں نمایاں کردار ادا کریں، کیونکہ یہی ان کا حقیقی ورثہ ہے اور یہی امت کی نجات اور خود ان کی کامیابی کا سبب ہے۔

****

قال أبو البقاء الرندي في رثاء سقوط الأندلس:

تَبكي الحَنيفِيَّةُ البَيضَاءُ مِن أَسَفٍ
كَما بَكى لِفِراقِ الإِلـــــفِ هَيمَانُ
عَلى دِيارٍ منَ الإِســـلامِ خالِـــيَةٍ
قَــد أَقفَرَت وَلَها بالكُفرِ عُمـــرانُ
حَيثُ المَساجِدُ قَد صارَت كَنائِسَ ما
فـيهِنَّ إِلّا نَواقِيــسٌ وصلبـــــانُ
حَتّى المَحاريبُ تَبكــي وَهيَ جامِـدَةٌ
حَتّى المَنابِرُ تَبكــي وَهيَ عيـــدَانُ

حقیقی سکون کس میں ہے؟

مشکور عالم (خامس ب)

موجودہ گھڑیاں اہلِ ایمان کے لیے بڑے امتحان کا وقت ہیں۔ ملک و ملت جس نازک دور سے گزر رہے ہیں، اس میں بظاہر ہر طرف تاریکی ہی تاریکی ہے، ظلمت ایسی کہ ہر نفس بے چین اور ہر دل مضطرب ہے۔ گھروں میں ہو یا بازاروں میں، سڑکوں پر ہو یا دفاتر میں ہر جگہ ایک ہی کیفیت نظر آتی ہے، ہر کوئی بے سکون اور پریشان دکھائی دیتا ہے۔

زبانوں پر ایک ہی سوال ہے:

"آئندہ کیا ہوگا؟"

طلبہ پوچھتے ہیں: فراغت کے بعد ہمارا کیا ہوگا؟ قوم سوچتی ہے :اس ابتلا و آزمائش کا پہاڑ ہم سے کب ٹلے گا؟

ہر شخص اپنی فہم اور بصیرت کے مطابق رائے دیتا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ مسائل کا حل منصفانہ انتخابات میں ہے، کوئی کرپشن زدہ حکمرانوں کو کوستا ہے، کوئی جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کو ذمے دار ٹھہراتا ہے، اور کوئی جمہوریت کے نعرے میں نجات ڈھونڈتا ہے، ذرائع ابلاغ دن رات ملکی مسائل پر تجزیے اور تبصرے کرتے ہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ آخر وہ کون سا حل ہے جو حقیقی سکون، ذہنی تراوٹ اور قلبی اطمینان عطا کرے؟

سکون کہاں ہے؟ قرآن کریم صاف اور واضح جواب دیتا ہے کہ انسانی قلب کا سکون صرف اور صرف اللہ کی یاد میں ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَتَطۡمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكۡرِ ٱللَّهِۗ أَلَا بِذِكۡرِ ٱللَّهِ تَطۡمَئِنُّ

ٱلْقُلُوبُ﴾(الرعد:28).

"وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے سکون پاتے ہیں، خبردار! اللہ ہی کی یاد سے دلوں کو سکون ملتا ہے۔"

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿أَمَّن يُجِيبُ ٱلْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ ٱلسُّوٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ ٱلْأَرْضِ ۗ أَءِلَـٰهٌ مَّعَ ٱللَّهِ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ﴾(النمل:62).

"بھلا وہ کون ہے جو بے قرار کی پکار سنتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے اور اس کی تکلیف دور کرتا ہے، اور تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ تم بہت ہی کم نصیحت پکڑتے ہو۔"

سکون کے اسباب:

ا۔ذکرِ الٰہی:

رسول اللہ ﷺ نے عقبہ بن عامرؓ سے فرمایا:

"نَجَاةُ الْمَرْءِ فِي حِفْظِ لِسَانِهِ"(مسند احمد: 17361، حسن) ۔

"آدمی کی نجات اس میں ہے کہ وہ اپنی زبان کی حفاظت کرے"۔

کثرتِ استغفار بھی دل کو سکون عطا کرتا ہے۔رسول ﷺ نے فرمایا:

"طُوبَىٰ لِمَنْ وَجَدَ فِي صَحِيفَتِهِ اسْتِغْفَارًا كَثِيرًا"(سنن ابن ماجه:3818، حسن).

"خوش خبری ہے اس شخص کے لیے جس نے اپنی نامۂ اعمال میں کثرت سے استغفار پایا۔"

۲۔نماز

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: (كَانَ النبيُّ ﷺ إِذا حَزَبَهُ أمرٌ صلَّى)۔

"جب رسول اللہ ﷺ کو کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو آپ فوراً نماز کی طرف متوجہ ہو جاتے"۔(سنن ابوداؤد:1319 حسن)۔

اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے": وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ" (سنن نسائی: 3939)۔

"میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے"۔

بے سکونی کی وجوہات:

تحقیقات اور مشاہدات بتاتے ہیں کہ انسان جتنا زیادہ دنیاوی آرام کی اشیاء کے پیچھے بھاگتا ہے، اتنا ہی اپنے سکون کو کھوتا جاتا ہے۔ آج دنیا میں ڈپریشن کے سب سے بڑے شکار وہ لوگ ہیں جن کے پاس دولت اور آسائش کی کوئی کمی نہیں۔

بے سکونی کی چند وجوہات یہ ہیں:

(۱) زہریلے اور منفی سوچ رکھنے والے افراد سے تعلقات۔

(۲) ہر وقت دوسروں کو خوش کرنے اور متاثر کرنے کی خواہش۔

(۳) حالات پر مکمل قابو پانے کی ضد۔

(۴) زندگی کو پرفیکٹ بنانے کی غیر حقیقی چاہت۔

یہ سب انسان کو تھکا دیتے ہیں مگر سکون نہیں دیتے۔

قارئین کرام! حقیقی سکون دنیا کی کسی مادی شے میں نہیں بلکہ صرف اور صرف اللہ کے ذکر، قرآن کی تلاوت اور نماز کی پابندی میں ہے۔

افسوس کہ آج بعض لوگ کہتے ہیں: ہم میوزک سنتے ہیں، اس سے دل کو سکون ملتا ہے، حالانکہ یہ سکون نہیں بلکہ دل کی مردہ کیفیت کی علامت ہے۔ مومن کا دل کبھی گانوں اور موسیقی سے نہیں، بلکہ صرف ذکرِ الٰہی سے زندہ ہوتا ہے۔

اب اخیر میں اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ اے اللہ! ہمیں اپنے ذکر، قرآن کی تلاوت اور نماز کی پابندی سے دلوں کا حقیقی سکون عطا فرما۔

اے اللہ! ہمیں دنیا کے دھوکوں اور شیطان کے جالوں سے بچا اور اپنی رضا کی راہوں پر چلا۔

آمین یارب العالمین۔

نکاح اور معاشرتی خرافات

ابو طالب عبد الرزاق (خامس الف)

نکاح انسانی تمدن کا ایک عظیم رکن اور شریعتِ مطہرہ کی نگاہ میں ایک عبادت ہے۔ یہ نہ صرف روحانی و سماجی اعتبار سے پاکیزہ تعلقات کا دروازہ کھولتا ہے بلکہ زنا جیسے حرام راستوں کو بند کرتا ہے۔

اسلام نے نکاح کو نہایت آسان اور سادہ رکھنے کی تعلیم دی ہے، کیونکہ نکاح ایک مقدس اور بابرکت بندھن ہے۔

مگر افسوس! آج ہمارا مسلم معاشرہ اس مقدس عبادت کو خرافات، فضول رسومات اور غیر شرعی اعمال سے آلودہ کر چکا ہے۔ شادی کی تقریبات میں دکھاوا، فضول خرچی، ناچ گانا، ہندوانہ رسومات اور سب سے بڑھ کر جہیز جیسی لعنت داخل ہو چکی ہے۔ نتیجتاً نکاح جو اصل میں آسانی اور رحمت کا ذریعہ تھا، اب ریاکاری اور معاشرتی مسائل کا مرکز بن چکا ہے، جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"إِنَّ أَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَةً أَيْسَرُهُ مَؤُنَةً"
(صحيح الجامع للألباني: 1906).

یقیناً سب سے زیادہ بابرکت نکاح وہ ہے جس میں خرچ سب سے کم ہو۔

جہیز کا لین دین:

آج کے دور میں جہیز دینا اور لینا ایک لازمی رسم کی شکل اختیار کر چکا ہے، یہ رسم نہ صرف اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے بلکہ لڑکی والوں پر سراسر ظلم بھی ہے۔

قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً﴾(النساء:4).
اور عورتوں کو ان کے مہر خوش دلی سے دو۔

اسلام نے مہر کو عورت کا حق قرار دیا ہے، مگر افسوس کہ آج اس کے برعکس عورت سے جہیز لیا جاتا ہے۔ یہ ایک غیر شرعی، غیر اخلاقی اور ظالمانہ رسم ہے، جس نے نہ جانے کتنے گھر برباد کر دیے اور کتنے نکاح رکوا دیے ہیں۔

ہندوانہ رسومات اور غیر شرعی تقریبات:

شادی کے موقع پر ہلدی، مایوں، ناچ گانا، ڈی جے اور مرد و عورت کا آزادانہ اختلاط جیسی رسومات اسلامی تعلیمات میں کہیں نہیں ملتیں، یہ یا تو ہندوانہ تہذیب سے درآمد شدہ ہیں یا مغربی کلچر کی نقالی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُم" (سنن ابی داؤد، حدیث: 4031، صحیح).

جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے، وہ انہی میں سے ہے۔

فضول خرچی اور دکھاوا:

یہی حال فضول خرچی اور دکھاوے کا ہے۔ لوگ لاکھوں روپے لباس، بارات، خانوں، سجاوٹ اور بینڈ باجے پر لٹا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّ ٱلْمُبَذِّرِينَ كَانُوٓاْ إِخْوَٰنَ ٱلشَّيَٰطِينِ﴾ (بنی اسرائیل: 27).

بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کی زندگی اس باب میں بہترین نمونہ ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نہایت سادگی کے ساتھ کیا۔ نہ بارات تھی، نہ شور و شرابہ، نہ فضول خرچیاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "إِنَّ أَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَةً أَيْسَرُهُ مُؤْنَةً" (صحيح الجامع للألباني: 1906)۔

یقیناسب سے زیادہ بابرکت نکاح وہ ہے جس میں خرچ سب سے کم ہو۔

ہماری ذمہ داریاں:

ان حالات میں ہماری ذمہ داریاں نہایت اہم ہیں:

والدین اور سرپرست نکاح کو سہل اور سنت کے مطابق بنائیں۔علماء و خطباء منبر سے فضول رسومات اور اسراف کے خلاف آواز بلند کریں۔نوجوان نسل اندھی تقلید کے بجائے اتباعِ سنت کو اختیار کریں۔

اگر ہم واقعی ایک اسلامی معاشرہ چاہتے ہیں توشادی بیاہ کوغیر شرعی خرافات سے پاک کرکے سنتِ نبوی کے مطابق ادا کرنالازم ہے۔

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اور نکاح جیسے اہم مسئلے میں بھی اس کی واضح رہنمائی موجود ہے۔نکاح کو سہل بنانے اور غیر اسلامی رسومات سے اجتناب کرنے میں ہی ہماری معاشرتی فلاح اور دینی نجات ہے۔

آیئے! ہم سب عہد کریں کہ نکاح کو فضول رسومات سے پاک کریں گے اور اسے سادگی کے ساتھ سنت کے مطابق انجام دیں گے۔

اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِاتِّبَاعِ سُنَّةِ نَبِيِّكَ الْكَرِيمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَجَنِّبْنَا الْبِدَعَ وَالْمُنْكَرَاتِ۔

آمین یا رب العالمین۔

****

آج مسلمان کہاں کھڑے ہیں؟

انس صغیر (خامس ب)

اے اُمّتِ محمدیہ!

ذرا آنکھیں کھولو، دل سے دیکھو، عقل سے سوچو! آج تم کہاں کھڑے ہو؟

کبھی تم وہ تھے جو علم و ہنر کے امام تھے، تہذیب و اخلاق کے پیشوا تھے، دنیا کے رہنما تھے، لیکن آج تم مغلوب ہو، منتشر ہو، اور خوابِ غفلت میں مدہوش ہو۔

قرآن کہتا ہے:

﴿وَلا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنساهُم أَنفُسَهُم ۚ أُولٰئِكَ هُمُ الفاسِقون(الحشر:19).

اور اُن لوگوں کی طرح مت ہو جانا جنہوں نے اللہ کو بھلادیا تو اللہ نے انہیں خود ان کے نفس سے غافل کر دیا، یہی لوگ فاسق ہیں۔

آج دنیا کی سب سے مظلوم قوم مسلمان کہلانے والے مجبور و مقہور کیوں ہیں؟

فلسطین جل رہا ہے، کشمیر سسک رہا ہے، اور ہندوستان میں مسلمان خوف کے سائے میں جی رہا ہے۔

تعلیم سے محرومی، زوال کی بنیاد:

اللہ نے فرمایا:

﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾(العلق:1).

پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔

لیکن آج ہم تعلیم کے میدان میں پسپا ہیں۔ مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ یہ بھی نہیں جانتا کہ تعلیم کسے کہتے ہیں، نہ ہی یونیورسٹیوں میں ہماری نمائندگی ہے، سائنس اور ٹیکنالوجی میں قیادت ہمارے

ہاتھ میں نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ" (ابن ماجه: 224).
علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

لیکن کیا ہم نے یہ فرض ادا کیا؟

اتحاد کا فقدان:

امت جسے ایک جسم ہونا چاہیے تھا، آج ٹکڑوں میں بٹ چکی ہے۔ قومیت، زبان، برادری اور سیاست نے ہمیں تقسیم کر دیا ہے۔

قرآن کہتا ہے:
﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا﴾ (آل عمران: 103).
اور اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ مت ڈالو۔

مگر آج ہم نے اللہ کی رسی چھوڑ دی اور فرقہ بندی کو اپنا لیا۔ پھر دنیا ہمیں کمزور کیوں نہ سمجھے؟ جب کہ ہم خود ایک دوسرے کے دشمن بنے بیٹھے ہیں۔

قیادت کا بحران:

نبی ﷺ نے فرمایا: "كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ" (بخاری: 893، مسلم: 1829).
تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔

مگر ہم نے قیادت کے حق کو نہ پہچانا اور نہ اہل کو منتخب کیا۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہم سیاسی طور پر بے بس ہیں، اقتدار سے محروم ہیں۔ ہندوستان جیسے جمہوری ملک میں مسلمان بے آواز ہیں۔

دینی بیداری کی ضرورت:

ہم نے دین کو صرف عبادت تک محدود کر دیا ہے۔ نہ عمل ہے، نہ اخلاق، نہ

دعوت۔قرآن کہتا ہے:
﴿إِنَّ اللَّـهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ﴾(الرعد: 11).
اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا
جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں۔
لیکن آج ہماری مساجد ویران ہیں،
اور دل ودماغ بھی ویران ہیں۔دعائیں بہت
ہیں، مگر عمل کچھ نہیں۔
لہذا اے مسلم نوجوانو!
تم ہی اس امت کی امید ہو۔اپنے اندر علم،
کردار، غیرت اور تقویٰ پیدا کرو۔
نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:
"سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ، يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ... وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ"۔(بخاری: 660،مسلم: 1031).
سات افراد وہ ہیں جنہیں اللہ اپنے عرش
کے سائے میں جگہ دے گا...ان میں ایک
وہ نوجوان ہے جو اللہ کی عبادت میں پروان
چڑھا۔
تو کیا ہم ایسے نوجوان بننے کے لیے
تیار ہیں؟
اے اُمتِ مسلمہ!
علم اپناؤ، اتحاد اختیار کرو، قیادت کی
تیاری کرو، میڈیا اور ٹیکنالوجی میں آگے
بڑھو، دین ودنیا کو ساتھ لے کر چلو۔
اللہ کا وعدہ ہے:﴿إِن تَنصُرُوا اللَّـهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ﴾(محمد: 7).
اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ
تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم
رکھے گا۔
مسلمانو! اٹھو، جاگو، قدم بڑھاؤ،
ورنہ وقت آئے گا کہ تاریخ تمہیں صرف
ایک صفحہ بنا کر چھوڑ دے گی۔

****

منافق کے اعمال واوصاف سورہ توبہ کی روشنی میں

عبدالمقتدر (کلیہ سنۃ اولی)

نفاق در حقیقت ظاہر و باطن کے باہمی اختلاف کا نام ہے۔ اسے مختصر الفاظ میں ”آستین کا سانپ“ کہنا بے جانہ ہوگا۔ منافق وہ ہے جو اللہ کی رحمت سے دھتکارا ہوا ہے، بغل میں چھری چھپائے اور زبان پر "اللہ اللہ" کے نعرے لگاتا پھرتا ہے، یہاں تک کہ جہنم کے سب سے نچلے درک میں جانے کو بھی تیار ہے اور اس پر ذرہ برابر ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتا۔
آیئے سورۂ توبہ کی روشنی میں منافق کے چند مذموم اوصاف پر ایک طائرانہ نظر ڈالتے ہیں:

1: دشمنانِ اسلام کی حمایت کرنا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ﴾ (التوبة: 23).

2: دنیا کی زیب وزینت میں مگن ہو کر دین کو پس پشت ڈال دینا: فرمان الٰہی ہے:

﴿ قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴾(التوبہ: 24).

3: مظلوموں کا مال ہڑپنا اور انفاق سے فرار اختیار کرنا: ارشاد ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۗ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴾(التوبہ: 34-35).

4: زبانی اسلام اور دل میں کفر و نفاق:
یعنی زبان سے مسلمان ہونے کا کھوکھلا دعوی کرنا اور دل میں کفر و نفاق کی محبت کو پیوست کرنا۔ فرمان ربانی ہے:
﴿يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ وَمَا هُمْ مِنْكُمْ وَلَكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَفْرَقُونَ﴾ (التوبہ: 56).

5: جھوٹی قسمیں کھا کر جہاد سے کنارہ کشی کرنا:
ارشاد الہی ہے:
﴿ وَسَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ يُهْلِكُونَ أَنْفُسَهُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴾(التوبہ: 42).

6: ہمیشہ تردد اور تذبذب میں رہنا:
فرمان الہی ہے:
﴿مُذَبْذَبِينَ بَيْنَ ذَلِكَ لَا إِلَى هَؤُلَاءِ وَلَا إِلَى هَؤُلَاءِ﴾ (النساء: 143).

7: مومنوں کی خوشی پر رنجیدہ اور مصیبت پر خوش ہونا: رب کونین کا ارشاد ہے:
﴿إِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِنْ تُصِبْكَ مُصِيبَةٌ يَقُولُوا قَدْ أَخَذْنَا أَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوا وَهُمْ فَرِحُونَ﴾ (التوبہ: 50).

8: مومنوں کی حوصلہ شکنی اور برے انجام کی امید رکھنا: رب کونین کا فرمان ہے:
﴿ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا إِلَّا إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ أَنْ يُصِيبَكُمُ اللَّهُ بِعَذَابٍ مِنْ عِنْدِهِ أَوْ بِأَيْدِينَا فَتَرَبَّصُوا إِنَّا مَعَكُمْ مُتَرَبِّصُونَ﴾ (التوبہ: 52).

9: ایمان و اخلاص کے فقدان کی بنا پر نماز اور انفاق میں سستی: ارشاد ہے:
﴿ وَمَا مَنَعَهُمْ أَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَاتُهُمْ إِلَّا أَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَى وَلَا يُنْفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كَارِهُونَ ﴾ (التوبہ: 54).

10: مومنوں کا مذاق اور استہزا اور انہیں طعن و تشنیع کا نشانہ بنانا: ارشاد ہے:
﴿ الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللَّهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (التوبہ: 79).

11: قرآن و رسول کو کھیل تماشہ بنانا:
ارشاد باری تعالی ہے:

﴿قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ﴾ (التوبہ: 65-66).

12: امر بالمنکر اور نہی عن المعروف کا ارتکاب کرنا:

﴿الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ...﴾ (التوبہ: 67).

13: توبہ واستغفار سے پہلو تہی کرنا: ارشاد باری تعالی ہے:

﴿فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ﴾ (التوبہ: 70).

14: مسلمانوں کے خلاف سازشیں اور چالیں: رب کونین کا فرمان ہے:

﴿ سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ إِنَّهُمْ رِجْسٌ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴾ (التوبہ: 95).

15: اللہ اور رسول کی رضا کے بجائے مخلوق کی خوشنودی کو ترجیح دینا: ارشاد ہے:

﴿يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضُوهُ﴾ (التوبہ: 62).

16: اپنی باطنی حقیقت کے ظاہر ہونے کا خوف: رب العالمین نے فرمایا:

﴿يَحْذَرُ الْمُنَافِقُونَ أَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ﴾ (التوبہ: 64).

قارئین کرام! یہ ہیں منافقین کی وہ صفات جو سورۂ توبہ نے ہمارے سامنے رکھیں۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے قلوب واذہان کا جائزہ لیں۔ اگر ہم ان خصلتوں سے پاک ہیں تو اللہ سے استقامت کی دعا کریں، اور اگر ذرا برابر بھی نفاق ہمارے دلوں میں ہے تو ایمان کی تجدید اور توبہ واصلاح سے ہرگز نہ شرمائیں۔

اے اللہ! ہمارے دلوں کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔ اے دلوں کے پلٹنے والے! ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے۔ آمین۔

****

نعمتیں اللہ کی - ہم شمار نہ کرسکیں گے

عبداللہ الکافی (سادس)

اللہ تعالی نے ہم بنی نوع انسان کو جس قدر نعمتوں سے نوازا ہے اگر ہم ان نعمتوں کو ایک ایک کر کے شمار کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اس کا نقشہ کچھ یوں کھینچا ہے:

﴿وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا﴾(النحل:18).

اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو ہر گز نہیں شمار نہ کر سکو گے"۔

واقعہ یہ ہے کہ اگر ہم اللہ کی نعمتوں کو ایک ایک کر کے گننے لگیں تو ہمارے قلم خشک پڑ جائیں گے، ہماری زبانیں تھک جائیں گی، مگر نعمتیں ختم نہ ہوں گی، دراصل دنیا کی ایک ایک چیز ہمارے لیے نعمت ہے۔

بس اب سوال یہ ہے کہ ان نعمتوں کے تعلق سے ہماری کارکردگی کیا ہونی چاہیے؟ قرآن نے اس کی بھی رہنمائی کر دی:

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ۖ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ﴾(ابراهيم:7).

"اگر تم شکر ادا کرو گے تو یقیناً میں تمہیں مزید دوں گا، اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب یقیناً سخت ہے"۔

قارئین کرام! ہر ایک چیز اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے؛ لہٰذا ہمیں ان کی قدر کرنی چاہیے اور ان پر شکر بجالانا چاہیے اگر قدر نہ

کی گئی اور ناشکری کی راہ اپنائی گئی تو وہ نعمتیں ہم سے سلب ہو سکتی ہیں۔

دنیا کی ایک ایک چیز ہمارے لیے نعمت ہے، اس لیے ہمیں ان کی قدر کرنا لازم ہے؛ ورنہ نعمتیں سلب ہو جاتی ہیں۔

وقت بھی اللہ تعالیٰ کی قیمتی نعمتوں میں سے ہے؛ چنانچہ اسے اچھے کاموں میں صرف کریں اور اللہ کی عبادت و بندگی میں اس کی حفاظت کریں، اگر آپ وقت کو صحیح سے نہ گزاریں گے تو وہ آپ کو کاٹ دے گا، کہاوت مشہور ہے (گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں)۔

اللہ ربّ العالمین نے قرآن میں متعدد جگہوں پر وقت/زمانے کی قسم کھا کر اس کی اہمیت اجاگر کی ہے:

﴿وَالْعَصْرِ ۝ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ﴾ (العصر: 1-2).

قسم ہے زمانے کی، بے شک انسان گھاٹے میں ہے۔

﴿وَالضُّحَى﴾ (الضحی:1).

قسم ہے چاشت کے وقت کی۔

﴿وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى﴾ (اللیل: 2).

اور قسم ہے رات کی جب ٹھہر جائے۔

﴿وَالْفَجْرِ ۝ وَلَيَالٍ عَشْرٍ﴾ (الفجر: 1-2).

قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی۔

﴿وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى﴾ (اللیل: 3).

اور قسم ہے دن کی جب چمک اُٹھے۔

یہ بات واضح رہے کہ قسم تاکید کے لیے کھائی جاتی ہے، اور جس چیز کی قسم کھائی جائے وہ اہم ہوتی ہے۔ اللہ کو تاکید کی حاجت نہیں، مگر ہماری تعلیم اور تنبیہ کے لیے یہ انداز اختیار فرمایا گیا کہ ہم وقت کی قدر کریں۔

اسی طرح نبی ﷺ نے فرمایا:

"نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ: الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ "(صحیح بخاری:6412)۔

ترجمہ :دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں بہت سے لوگ گھاٹے میں رہتے ہیں: صحت اور فراغت۔

پس صحت اور فراغت دونوں کو اطاعتِ الٰہی میں لگانا ہی شکر ہے۔

اسی طرح یہ ہاتھ، یہ کان، یہ ناک، یہ منہ، یہ زبان، یہ قوت و توانائی، یہ بینائی اور یہ جوانی سب اللہ کی نعمتیں ہیں، چنانچہ انہیں درست سماعت، درست گویائی اور درست نگاہ کے ساتھ اطاعت میں صرف کریں؛ اپنے ہاتھوں کو غلط کاموں میں نہ لگائیں، نہ اپنے کانوں اور زبان کو معصیت میں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (البقرة:195).

ترجمہ :اور اپنے ہاتھوں (اپنے آپ کو) ہلاکت میں نہ ڈالو۔

اسی طرح اللہ کی عظیم نعمتوں میں سے ایک نعمت جوانی بھی ہے، لہذا اسے اللہ کی عبادت اور بندگی میں گزاریں؛ بے ہودہ فعل، بے ہودہ قہقہے اور لغو میں ضائع نہ کریں۔ حدیث میں ہے:

"سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ... وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ" (صحیح بخاری:660 صحیح مسلم:1031)۔

ترجمہ :سات قسم کے لوگوں کو اللہ اپنے عرش کے سائے میں جگہ دے گا جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا... اُن میں وہ نوجوان بھی ہے جس نے اپنی جوانی اللہ کی عبادت میں گزاری، اسی طرح قیامت کے ہولناک مناظر کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تَدْنُو الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْخَلْقِ حَتَّى تَكُونَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ مِيلٍ... فَيَكُونُ النَّاسُ عَلَى قَدْرِ أَعْمَالِهِمْ فِي الْعَرَقِ"(صحيح مسلم:2864)۔

ترجمہ : قیامت کے دن سورج کو مخلوق کے قریب کر دیا جائے گا یہاں تک کہ ایک میل کے فاصلے پر ہو گا... پھر لوگوں کا پسینہ ان کے اعمال کے مطابق ہو گا: کسی کے ٹخنوں تک، کسی کے گھٹنوں تک، کسی کے کمر تک، اور کسی کے منہ تک۔

کیا یہ بہت بڑی خوشخبری نہیں کہ ایسے دن میں اللہ اپنے خاص بندوں کو عرش کا سایہ عطا فرمائے گا؟ یقیناً یہ وہ سعادت ہے جسے دنیا ومافیہا کے بدلے بھی خریدا نہیں جا سکتا۔ دنیا میں زر و جواہر سے آدمی گھر، بنگلہ، محل بنا لیتا ہے؛ مگر اُس دن زر و جواہر نہیں چلیں گے، وہاں صرف نیک اعمال ہی کام آئیں گے۔ قرآن کہتا ہے:

﴿يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ۝ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ﴾ (الشعراء: 88-89)۔

"جس دن نہ مال فائدہ دے گا اور نہ ہی بیٹے، سوائے اس شخص کے جو اللہ کے پاس پاکیزہ دل لے کر آئے گا۔"

نیز ایک اور حدیث میں ہے:
"لَا تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُسْأَلَ... وَعَنْ شَبَابِهِ فِيمَا أَبْلَاهُ"(جامع الترمذی:2416).

ترجمہ : قیامت کے دن بندے کے قدم اس وقت تک نہ ہٹیں گے جب تک اُس سے (چار/پانچ چیزوں میں سے) اس کی جوانی کے بارے میں نہ پوچھا جائے کہ کہاں صرف کی۔

لیکن ہم نوجوانوں کو کیا ہو گیا ہے کہ جب ہمیں قرآن و حدیث کی باتیں بتائی

جاتی ہیں تو شاید ہمیں ایسا لگتا ہے کہ یہ محض افسانے، پہلے زمانے کے قصے کہانیاں یا صرف سلفِ صالحین کے واقعات ہیں! اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم محض سن کر خاموش نہ بیٹھتے بلکہ عمل بھی کرتے۔

افسوس! بعض کہنے والے اپنی کہی ہوئی باتوں پر عمل نہیں کرتے، اور سننے والے بھی اسے عملی جامہ نہیں پہناتے گویا ہم اپنے طرزِ عمل سے یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ بس کہانیاں ہیں۔

میرے دوستو! یہ اللہ کے احکام ہیں، ان پر عمل ضروری ہے۔ کہیں ہم بھی کفّارِ مکہ کی طرح نہ بن جائیں کہ جب آپ ﷺ انہیں احکامِ الٰہی سناتے تو وہ پہلو تہی کر لیتے۔

اللہ تعالیٰ کا ہمیں علم سے لیس کرنا اور ہمارے لئے دنیا و مافیھا؛ سورج، چاند، کواکب، شجر و حجر، چرند و پرند، سماء وارض کو مسخر کر دینا تاکہ یہ ہمارے لئے نعمتیں ثابت ہوں لیکن ہم انسان ان نعمتوں کی قدر نہیں کرتے۔ انسان آخر اللہ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلائے؟ سورۃ الرحمن میں بار بار فرمایا:

﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾.

ترجمہ: پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

شاعر کہتا ہے:

سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں،
گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔

اے اللہ! ہمیں اپنی نعمتوں کے شکر کی، اوقات کے حفاظت کی، اور جوانی سمیت تمام اعضاء کو تیری اطاعت میں صرف کرنے کی توفیق عطا فرما۔ ہمیں قیامت کے دن اپنے عرش کے سائے میں جگہ دے۔

آمین یاربّ العالمین۔

****

تعلیم سے آتی ہے اقوام میں بیداری!

ریاض انصاری رحیم مومن (خامس الف)

قارئین کرام! تعلیم ہر قوم کی ترقی، خوشحالی اور بیداری کی بنیاد ہے۔ فرد کی فلاح ہو یا پوری قوم کی کامیابی، اس کا انحصار تعلیم پر ہے۔ علم انسان کو شعور بخشتا ہے، سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت دیتا ہے، اور جہالت کے اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ رب العالمین نے اپنے نبی اکرم ﷺ پر جو سب سے پہلی وحی نازل فرمائی وہ سورۃ العلق کی ابتدائی آیات تھیں:

﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ۝ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ۝ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۝ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ۝﴾ (العلق: 1-5).

قابل غور بات یہ ہے کہ سب سے پہلا حکم "اِقْرَأْ" یعنی "پڑھ" کا دیا گیا، نہ کہ نماز یا روزے کا، اس سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ تعلیم کی اہمیت کتنی عظیم ہے۔

عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ امر وجوب پر دلالت کرتا ہے، یعنی اللہ کا حکم تعلیم کو حاصل کرنا ہمارے لیے واجب و فرض ہے۔

بلاشبہ تعلیم کامیابی کا زیور ہے، یہ ایک بیش بہا خزانہ ہے، کمال و جمال کا سرچشمہ ہے اور قوم و ملت کے لیے قیمتی سرمایہ ہے۔ تعلیم وہ شاہین ہے جو آسمان کی بلندیوں تک پرواز دیتی ہے، اور کامیابی و

کامرانی کے اعلی منازل سے ہمکنار کرتی ہے۔

علم ہی انسان کے ایمان و یقین کو مضبوط کرتا ہے، دشمن کو دوست بناتا ہے، بیگانوں کو اپناتا ہے، اور جہالت کی تاریکیوں کو دور کر کے بصیرت کی روشنی عطا کرتا ہے۔

اسلام کی بنیاد ہی تعلیم پر ہے۔ یہی تعلیم انسان کو خالق کی معرفت عطا کرتی ہے، حلال و حرام میں فرق بتاتی ہے، والدین و پڑوسیوں کے حقوق کی یاد دہانی کراتی ہے، اور حقوق اللہ و حقوق العباد دونوں کا تعارف کراتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ﴾ (المجادلة:11)۔

"اللہ تم میں سے ایمان والوں اور علم والوں کے درجے بلند کرتا ہے۔"

اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ﴾ (التوبة: 122).

"تو کیوں نہ ہوا کہ ان میں سے ہر گروہ میں سے ایک حصہ نکلتا تاکہ وہ دین میں سمجھ بوجھ حاصل کرے۔"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَن سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا، سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الجَنَّةِ)) (صحيح مسلم:2699).

"جو شخص علم کے حصول کے لیے کوئی راستہ اختیار کرتا ہے، اللہ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے"۔

ایک اور حدیث میں فرمایا: (إذا مات ابنُ آدمَ انقطع عملُه إلَّا من ثلاثٍ: صدقةٍ جاريةٍ أو علمٍ يُنتفعُ به أو ولدٍ صالحٍ يدعو له)(صحيح مسلم:1631)۔

"جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے سارے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں، سوائے تین چیزوں کے: صدقہ جاریہ، علم نافع، یا نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔"

لیکن افسوس! آج وہی قوم جس کو "خیر امت" کہا گیا تھا، تعلیم سے دوری اختیار کر کے پستی کا شکار ہو گئی ہے۔ ہمارے بچے کارخانوں، ہوٹلوں اور دکانوں پر نظر آتے ہیں، جہاں ان کی کوئی حیثیت نہیں، اور وہ ذلت و پسماندگی میں جی رہے ہیں۔

یہ سب اس وجہ سے ہے کہ ہم نے تعلیم، بالخصوص دینی تعلیم سے اپنے آپ کو کوسوں دور کر لیا ہے۔

لٰہذا یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے اور اپنی اولاد کے لیے علم کو لازم پکڑیں، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((طلب العلم فریضة علی کل مسلم)) (ابن ماجه:224).
"علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے"۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے بچوں کو دینی و عصری تعلیم دونوں سے آراستہ کریں تاکہ ہماری پسماندگی دور ہو اور قوم و ملت ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو علم حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور امت مسلمہ کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرے۔ آمین یارب العالمین۔

****

عقيدة أهل السنة والجماعة في باب الأسماء والصفات

عبد الكريم سهيم الدين (خامس ب)

حامدا ومصليا، أما بعد:

قال الله تعالى :﴿ولله الأسماء الحسنى فادعوه بها وذروا الذين يلحدون في أسمائه سيجزون ما كانوا يعملون﴾.(الأعراف:180).

العقيدة لغةً من: اعتقد يعتقد اعتقادًا، مأخوذة من: عقد، ومعناها: الربط والإحكام والتأكيد والملازمة.

واصطلاحًا: هو الاعتقاد الجازم الذي لا يخالطه شك في مطالب الإلهية وما يتعلق بأمور الدين وغيرها مما يجب الإيمان به.(شرح العقيدة الواسطية، لابن عثيمين).

حبيبي القارئ !الأسماء والصفات هذا قسم من أقسام التوحيد، ولذا يجب علينا أن نعلم أن التوحيد ينقسم إلى ثلاثة أقسام:

1. **توحيد الربوبية** :وهو إفراد الله تعالى في أمور ثلاثة: في الخلق والملك والتدبير. قال الشيخ محمد بن صالح العثيمين في شرح العقيدة الواسطية :ودليل ذلك قوله تعالى :﴿ألا له الخلق والأمر﴾ (الأعراف: 54).
2. **توحيد الألوهية** :وهو إفراد الله تعالى بالعبادة، فلا تكون عبدا لغير الله بشيء من العبادة.

والدليل قوله تعالى :﴿ولقد بعثنا في كل أمة رسولا أن اعبدوا الله واجتنبوا الطاغوت﴾ (النحل: 36).

3. **توحيد الأسماء والصفات** :وهو إفراد الله تعالى عزوجل بما له من الأسماء والصفات. ويتضمن أمرين:

- **الإثبات** :أن نثبت لله عز وجل جميع أسمائه وصفاته التي أثبتها لنفسه في كتابه أو سنة نبيه ﷺ.
- **نفي المماثلة** :بأن لا نجعل لله مثيلا في أسمائه وصفاته، قال تعالى :﴿ليس كمثله شيء وهو السميع البصير﴾ (الشورى: 11).

وقال الشيخ ابن عثيمين في القول المفيد شرح كتاب التوحيد :عقيدة أهل السنة والجماعة في باب الأسماء والصفات هي ما قاله شيخ الإسلام ابن تيمية في العقيدة الواسطية :"الإيمان بما وصف الله به نفسه في كتابه وبما وصفه به رسوله من غير تحريف ولا تعطيل، ومن غير تكييف ولا تمثيل."

وقال الإمام مالك رحمه الله: الصفات معلومة، والكيف مجهول، والإيمان به واجب، والسؤال عنه بدعة.

وأما **التحريف** :لغةً التغيير.

واصطلاحًا: تفسير النصوص بالمعاني الباطلة التي لا تدل عليها .(شرح العقيدة الواسطية، لابن عثيمين).

وأما **التعطيل** :لغةً الإخلاء.

واصطلاحًا: إنكار ما أثبت الله لنفسه من الأسماء والصفات، سواء كان كليا أو جزئيا، سواء كان ذلك بالتحريف أو بالجحود، قال تعالى :﴿**وبئر معطلة**﴾ (الحج: 45). وهذا كله يسمى تعطيلًا .(شرح العقيدة الواسطية، لابن عثيمين).

وأما **التكييف** :فهو ذكر كيفية الصفة؛فمثلا إذا قيل: كيف استوى؟ فيقال: راكبًا أو جالسًا، وهذا باطل. والدليل قوله تعالى :﴿ولا تقف ما ليس لك به علم إن السمع والبصر والفؤاد كل أولئك كان عنه مسؤولا﴾ (الإسراء: 36).

وأما **التمثيل** :لغةً إثبات مثيل للشيء.

واصطلاحًا: اعتقاد أن صفات الله مثل صفات المخلوقين، قال تعالى : ﴿ليس كمثله شيء وهو السميع البصير﴾.

وأخيرًا: أسأل الله أن يوفقنا جميعا للاعتقاد الصحيح في باب الأسماء والصفات.

****

تعالوا! نتعلّمِ العربيّةَ

(إدارة النادي)

1. تسعى الحكومة للحَدِّ من ظاهرةِ الغَلاء فی الهند۔
2. ترتكب أمريكا انتهاكاتٍ للاتّفاقات القانونيّة الدّوليّة۔
3. أدانت روسيا محاولاتِ أمريكا للابتزاز۔
4. هولاء النّاس يعارضون القانونَ السّاري فی البلاد۔
5. هدّدتْ روسيا بإنتاج الأسلحة النّوَوِيّة ۔
6. تصدير الأسلحة محظور فی العُرْف الدّوَلِي۔
7. أدّت الفيضانات فی بمبائی (مهارشترا) إلی وقوع خسارةٍ فادحةٍ فی المُمْتَلَكات فی المناطق المَنْكُوبة بالفيضان۔
8. أقام رئيس البَرْلمان مأدبةً فی دار البرلمان۔
9. رفعتْ هئيةُ الأحوال الشّخصيّة للمسلمين طلباتٍ إلی المحكمة العليا؛ضدّ اللّجنة الانتخابيّة۔
10. علی المسلمين فی البلاد أن يخطوا علی حذَرٍ۔

(1) الحَدُّ من ظاهرة الغَلاء: مہنگائی پر شکنجہ کسنا

(2) الاتفاقات القانونيّة الدّوليّة: بین الاقوامی قانونی معاہدہ

(3) محاولات الابتزاز: بلیک میلنگ کی کوشش

(4) القانون السّاري: لاگو قانون

(5) إنتاج الأسلحة النّوَوِيّة: ایٹمی ہتھیار بنانا

(6) تصدير الأسلحة: ہتھیار برآمد کرنا. العرف الدولی: بین الاقوامی قانون.

(7) الفيضان و الفيضانات: سیلاب. المناطق المنكوبة بالفيضان: سیلاب زدہ علاقے.

(8) رئيس البرلمان: پارلمینٹ اسپیکر دار البرلمان: پارلیمنٹ ہاؤس

(9) هئية الاحوال الشخصية للمسلمين: مسلم پرسنل لابورڈ. المحكمة العلياء: سپریم کورٹ

(10) الخَطْو على حذر: پھونک پھونک کر قدم رکھنا

The Place of Women in Islam

Tohid Alam (Xi A)

Islam is a complete code of life. It offers acomprehensive framework for justice,dignity and equality,especially when it comes to the rights of women. In today's world, where debates on gender equality are widespread, it is essential to understand the status and rights that Islam granted to women over 1400 years ago—long before modern human rights movements emerged.This article highlights the honor and status bestowed upon women in Islam from both Qur'anic and Prophetic perspectives.

The condition of women before Islam is not necessary to explain in detail, as scholarship is well aware of this. Islam brought women out of oppression and placed them in a position of honor and respect. A woman is the greatest being in the universe, and the honor, exalted status, and rights given by Islam to this greatest being are unprecedented as Compare to other religion. Before Islam, the state of women was no more than that of a slave. With the emergence of Islam and its specific teachings regarding women, life entered a new phase which was very different from the time of ignorance.

History is witness that for a long time women were oppressed in Greece, Egypt, Europe, India, China, and every nation. In every region, women did not have a respectable place. The Qur'an described this attitude of the time:

"وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ" (النحل: 58)

Islam strongly condemned this behavior and forbade the killing of daughters.

In this way, no other religion has given the respected status that a woman enjoys in Islam. This is the reason that in many Ahadith of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) there is a command to honor women. The first favor that Islam did for women

was to change the thinking of both men and women about the personality of women. Islam delivered position, status, and dignity of women into the hearts and minds of people.

The Qur’an states:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا" (النساء: 1)

Here Allah made it very clear that women and men hold the same position as human beings.

While societies have tried to erase the status of women, Islamic society has in many cases preserved and respected it. The Prophet (peace be upon him) said that whoever brings up daughters with love and kindness, they will be a shield for him from Hellfire. This is a reward especially granted in Islam.

Allah also said:

"وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً"
(الروم:21)

This shows that men and women complement each other, and peace and mercy are created between them.

In Islam, if there is anyone most deserving of service, it is the mother. It is narrated that a person asked the Prophet (peace be upon him): “Who is most deserving of my good company?” He said: “Your mother.” The man asked: “Then who?” The Prophet replied: “Your mother.” He asked again: “Then who?” The Prophet again replied: “Your mother.” Then the man asked: “Then who?” The Prophet said: “Your father.”

According to some religions, women had no rights to inheritance, but in Islam women were given a regular and declared share. Islam has given a woman the status she deserved and rejected oppression. Islam gave women a position infront of the world which is not found in any other religion.

As Allama Iqbal said, Islam elevated women to the honor that no civilization before could ared to imagine.

كلية اللغـــة العـــربيـــة
والدراسات الإسلامية

الجامعة المحمدية

Student, s

Monthly Magazine September - 2025

Majallah Al-Nadi





PUBLISHED BY

AL- NADI AL- MOHAMMADI
COLLEGE OF ARABIC LANGUAGE AND ISLAMIC STUDIES

Jamia Mohammadia Mansoora P.B. No.144,
Malegaon 423203, Nashik District, Maharashtra, India.